تلمیذ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ

کی علمی خدمات کا مطالعہ

تحریر:۔ پروفیسر دلاور خان

تلمیذ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کا مطالعہ

پروفیسر دلاور خاں

حضرت محمد مسعود اشرفی سہروردی مدظلہ العالی امریکہ سے کراچی تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی ملاقات کا شرف بخشا اور شرح قصیدہ غوثیہ سے نوازا۔ جس میں شارح حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ کی مختصر سوانح حیات بھی تھی جسے پڑھ کر معلوم ہوا کہ حضرت شارح، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص ہیں حیرت اس پر ہوئی کہ راقم دو عشروں سے رضویات اور متعلقہ رضویات کا مطالعہ کر رہا ہے لیکن آپ کے تعارف سے محروم رہا اس محرومی کے ازالے کے لیے حضرت محمد مسعود اشرفی سہروردی زیدہ مجدہ سے عرض کی کہ احقر، تلمیذ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و تصنیفات کا مطالعہ کرنے کا متمنی ہے موصوف نے ازراہ کرم آپ کی تقریباً تمام مطبوعات فراہم کر دیں۔ ان تصانیفات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت علمی کا بھرپور اظہار ہو رہا تھا جیسے جیسے ان کتب کا مطالعہ کرتا جا رہا تھا ویسے ویسے افسوس بھی دامن گیر رہا کہ ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس عظیم شاگرد کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے محروم رہے اس قلق نے ابولفیض شناشی کی تحریک کو تیز سے تیز تر کر دیا اور ذخیرہ رضویات کا اس تناظر میں مطالعہ کرنے لگا۔

علامہ محمد حنیف رضوی مدظلہ نے "جامع الاحادیث" کے مقدمے میں اعلیٰ حضرت کے تلامذہ کی فہرست درج کی ہے جس کے شمار ۸ پر حضرت ابوالفیض صوفی قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نام موجود ہے مولانا محمد شاہد القادری نے بھی "تجلیات اعلیٰ حضرت" میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی فہرست درج کی ہے جس کے شمار ۱۳/ پر حضرت ابولفیض قلندر علی سہروردی کا اسم گرامی موجود ہے۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تذکرہ اکابر علمائے اہل سنت" میں حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی کا شمار اعلیٰ حضر ت رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں کیا ہے۔

حضرت سید ابولفیض قلندر علی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب ۲۳ واسطوں سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اور سلسلہ بیعت ۱۹/ واسطوں سے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت بروز پیر ۱۸ نومبر ۱۸۹۵ء کو کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کا خاندان علم کے لحاظ سے علاقے میں جانا پہچانا تھا۔ آپ کے والد گرامی حضرت حافظ قاضی سید رسول بخش مفتی اور حافظ قرآن تھے۔ اس لیے علم و فضل آپ کو ورثہ میں ملا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، چار سال کی عمر میں والدہ اور آٹھ سال کی عمر میں والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ گاؤں کے اسکول سے مڈل تک کی تعلیم سند امتیاز سے حاصل کی۔ پھر ۱۹۱۰ء میں دینی تعلیم کے لیے مدرسہ نعمانیہ اندرون بھاٹی گیٹ، لاہور چلے

گیے ۱۹۱۴ء میں وہاں سے فارغ التحصیل ہوے۔ ۱۹۱۷ء امام اہل سنت حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بریلی چلے گئے۔ وہاں سے علم حدیث و فقہ کے علاوہ فلسفہ منطق، کلام اور تفسیر میں سند امتیاز لے کر واپس وطن مالوف ۱۹۱۹ء میں تشریف لائے۔ عرصہ قیام میں بریلی میں آپ کے اساتذہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا وصی احمد محدث سورتی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیر ہم تھے۔(۱)

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ نہ صرف ظاہری علوم ان سے حاصل کیے بلکہ ان کی صحبت میں بیعت کی اہمیت واضح تر ہو گی اور دل میں کامل پیر طریقت کے دامن سے وابستہ ہونے کا شوق تیز تر ہو گیا۔ ان کے ہاں قادری سلسلہ میں چونکہ آہ کا حصہ نہیں تھا لہذا پیر و مرشد کی تلاش میں رہے۔ ۱۹۱۹ء میں بریلی سے واپس اپنے گاؤں آگئے اور کچھ عرصہ بعد حضرت میاں محمد شیر محمد شرق پوری سے بھی رجوع فرمایا مگر یہاں بھی سلسلہ نقشبندیہ میں حصہ نہیں تھا اس لیے پیر کامل کی تلاش جاری رکھی(۲) اس سلسلے میں آپ حیات گڑھ جلال پور جٹاں روڈ گجرات میں سلطان العارفین خواجہ خواجگان سہروردی قطب عالم حضرت میں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کامل ہونے کے علاوہ عالم بے مثل و بے بدل بھی تھے اور آپ حضرت کے سلسلۂ ادارت میں داخل ہو گئے۔(۳)

تذکرہ اعلیٰ حضرت بہ زبان تلمیذ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابوالفیض فرماتے ہیں :اعلیٰ حضرت بریلوی کے درس میں ہمارے ساتھ ایک مجذوب بزرگ بھی اس حلقہ درس میں شامل تھے۔ ایک دن اعلی حضرت کی عدم موجودگی میں ہم چند طلبا نے انہیں کہا کہ اس آیت مبارکہ "فلا تموتن الا و انتم مسلمون" (تو نہ مرنا مگر مسلمان) اس کی تفسیر سمجھائیے کہ یہ کیسے ہو کہ آدمی کو جس وقت موت آے تو بوقت دم واپسی وہ لازمی مسلمان ہی ہو۔ انہوں پہلے تو بہت ٹالا لیکن طلبا نے بہت ضد کی۔ آخر رضامند ہو گئے۔ کہنے لگے: دل تو چاہتا تھا کہ کچھ اور دن جیئں لیکن چھوکرو؛ تم زندگی کے دن پورے کرنے نہیں دیتے۔ اچھا، میرے لیے پانی لاؤ تاکہ وضو کرلوں۔ وضو کرکے لیٹ گیے۔ لڑکوں سے کہا میرے اوپر چادر ڈال دو، بعد میں تفسیر بتاوں گا۔ چناچہ لڑکوں نے ان کے اوپر چادر ڈال دی اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھئے کب تفسیر بیان کرتے ہیں۔ جب کچھ دیر گزر گی اور وہ نہ بولے تو ایک طالب علم نے ان کے چہرے سے چادر سرکائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی روح قفس عنصر سے پرواز کر چکی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ ہم سب نے بھاگ کر اعلیٰ حضرت بریلوی کو جا کر اطلاع دی۔ آپ تشریف لائے، انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ یہ مجذوب آیہ مبارکہ کی عملی تفسیر بتا گیا جو تمہیں کبھی نہیں بھولے گی۔(۴)

اعلیٰ حضرت بریلوی آخری عمر میں بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ چل پھر نہیں سکتے تھے۔ کرسی میں دونوں ٹانگیں رکھ کر آپ کو مسجد میں لایا جاتا۔ اتنے کمزور ہونے کے باوجود نماز کھڑے ہو کر پڑھتے اور عصا کندھوں کے درمیان رکھنا پڑتا۔ عصا کی مدد سے رکوع کرتے اور سجدے کی حالت کی حالت میں عصا زمین پر رکھ دیتے۔ بڑا بلند آواز اور اچھا پڑھتے تھے۔ علم کا یہ عالم تھا کہ دور دراز سے جو فتوے یا مسئلے پوچھنے کے لیے خط آتے وہیں چھوٹی سی چارپائی پر لیٹے ہوے مجھے فرماتے: ہاں بھائی خط پڑھو۔ جواب میں فوراً فرماتے فلاں باب فلاں صفحہ اتنی عبارت نقل کردو۔ میں نے وہ عبارت نکالتا اور منشی عبادت علی استفتا(فتویٰ) کی صورت میں عبارت نقل کر دیتے۔ یوں بولتے جیسے زبانی یاد ہوتا ہے۔ بڑے زبردست عالم با عمل تھے۔

حدیث کے دورے کے لیے میں مولانا وصی احمد صاحب کے پاس پیلی بھیت بھی گیا یہ بھی متشرع بزرگ

تھے۔ اسی طرح ایک بزرگ تھے مولانا ہدیت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (جد امجد حضرت سید وجاہت رسول قادری)۔ بڑے متشدین اور بہتر بولنے والے۔ ایک دفعہ مجھے کہنے لگے دیکھو بھائی سرکار دوعالم ﷺ کو اگر دل کی گہرائیوں سے پکارا جائے تو بڑی مدد فرماتے ہیں۔ میں کسی سیاسی تحریک میں جیل چلا گیا۔ وہاں طبیعت گھبرائی کیوں کہ بیمار تھا۔ پولیس نہیں چھوڑتی تھی۔ رات جیل میں، میں نے نظم لکھی جس کا آخری شعر تھا۔

ہدایت قید میں گردش میں دیں کی ہے تو کیا غم ہے
تڑا سکتے ہیں گر چاہیں شہ دیں بیڑیاں میری

آدھی رات کے وقت یہ نظم لکھی۔ صبح حکم ہو گیا کہ اسے چھوڑ دو۔(۵)

ایک دفعہ علی برادران مولانا شوکت علی و محمد علی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حکیم اجمل، ڈاکٹر سمیع، ڈاکٹر انصاری اور آغا حیدر سیالکوٹی کے ہمراہ حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اس لئے حاضر ہیں کہ آپ ہمارا ساتھ دیں۔ ہم ہندوستان کی آزادی لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بڑے بے لاگ انسان تھے وہ انہیں (ہندو لیڈروں کو) اچھی طرح جانتے تھے۔ مولانا محمد علی کو فرمانے لگے۔ صاحبزادے بات سنو! مسلم اور مشرک کا اتحاد نہیں ہوتا۔ تاریخ شاہد ہے اس لئے ہمیں ہندوستان کی آزادی کی اعلیٰحدہ کوشش کرنی چاہیے اور الگ انتخاب ہونا چاہیے۔ ہندو کی حکومت الگ اور مسلمان کی الگ۔ اگر تم یہ کرو تو میں تم سے دس قدم آگے چلوں گا اور اگر یہ چاہو کہ گاندھی کو امام الوقت بنایا جائے تو میرا سلام؛ پہلی صورت میں، میں جہاد کا فتوی دوں گا۔۔۔ جب وہ جانے لگے تو مولانا محمد علی کو فریا: صاحبزادے میری بات سنو! ہندو کی بے ایمانی سے تم واقف نہیں۔ ایک وقت آئے گا جب تم پچھتاؤ گے کہ ہم نے کیا کیا؟ اس سے وقت نہیں ہو گا۔ اس لیے بات میری اچھی طرح ذہن نشین کر لو اور جاؤ۔ مولانا محمد علی یہ بات سن کر چلے گئے۔

اس اللہ کے بندے اعلیٰ حضرت کے وہ الفاظ اس وقت پورے ہوئے جب مولانا محمد علی جوہر گول میز کانفرس میں جا رہے تھے تو کراچی میں تقریر کی کہ ہندو کی بے ایمانی کا ذکر میں اس وقت نہیں کر سکتا اگر زندہ واپس آیا تو پھر ذکر کروں گا، لیکن دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس غلام آباد میں مجھے واپس نہ لائے۔ پھر وہ باہر ہی فوت ہو گئے۔(۶)

اعلی حضرت احمد رضا خان بریلوی کے خلاف ایک دفعہ شریف حسین والئی مکہ کے روبرو شکایت پیش ہوئی کہ ان کے عقائد درست نہیں یہ بڑا بدعتی ہے چنانچہ اعلی حضرت کو والئی مکہ نے طلب کیا اور پوچھا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اتنی لمبی بات میں زبانی نہیں کرتا۔ لکھ کر پیش کروں گا۔ چنانچہ آپ نے عقائد پر مشتمل ایک طویل میمورنڈم لکھ کر پیش کیا۔ والئی مکہ نے پڑھا اور حکم دیا کہ شکایت کنندگان کو حاضر کرو مگر وہ بھاگ گئے۔ شریف حسین نے کہا: اللہ یعطی و ھذا یمنعون۔ اللہ ایک آدمی کو انعام عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ منع کرتے ہیں۔ اس کے بعد شریف حسین نے حکم دیا کہ ان عقائد کو سرکاری خرچ پر چھپوا کر تمام ملک میں مفت تقسیم کرو۔ یہی عقیدہ حرمین شریف کے علماء ہونا چاہیے۔ چناچہ انہیں رسالہ میں چھپوایا گیا۔ جس کا نام "عقائد متینہ العلماء بکہ و مدینہ" رکھا گیا۔(۷)

تلمیذ اعلیٰ حضرت، حضرت ابو الفیص قلندر علی رحمۃ اللہ علیہ کنز الایمان کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قرآن کریم کا پڑھنا عوام میں مختلف طریقوں سے رائج ہے مگر صحیح طریق وہ ہے جو حفظ کر کے اور ترجمہ سمجھ کر نہایت نہایت غور و فکر سے پڑھا جائے اور اس بات پر انتہائی سوچ بچار کو کام میں لایا جائے کہ ہمارے حکیم مطلق نے کیا تعلیم فرمائی ہے۔ فی زمانہ تراجم کی اس قدر بھرمار ہے کہ صحیح عقائد کے ترجمے کا پتہ ہی نہیں چلتا جتنی بدعقیدگی کے ماتحت

ترجمہ اتنا ہی اس کو رنگینیوں اور خوب صورتی میں چھاپا جاتا ہے تاکہ اس حسن طباعت کے جلوے میں یہ بدعقیدگی کا زہر اپنا پورا اثر کر سکے۔ مگر مسلمان ہیں کہ ان کے نزدیک عقیدے کی پاکیزگی کوئی ضروری شے نہیں رہی۔ ہر بدعقیدہ کے ترجمے کو پڑھنے اور ہر بے راہ رو کے علم و عمل کو اپنانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ عمل سے زیادہ نازک مقام عقیدہ کا ہوتا ہے اور اگر عقیدہ صحیح نہ ہو تو قرآن پڑھنے کو عیسائی، یہودی، آریہ اور سکھ معترضین نے بھی پڑھا ہوتا ہے جو مسلمان یا حق پرست کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے۔ اس لئے خود قرآن کریم سمجھنے کے لئے ترجمہ وہ منتخب کرنا چاہیے جس میں مرادی معنوں اور تاویلوں کا دخل نہ ہو ورنہ ایمان کا ضائع ہو جانا کوئی بعید نہ ہو گا العیاذ باللہ فقیر کی دانست میں اکثر تراجم ان نقائص کے حامل ہیں اور حقیقت کے قریب ترجمہ اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی [مولانا احمد رضا خان] کا ہے جو تلاوت کے پیش نظر رکھنا چاہیے۔(۸)

سیاسی خدمات:

مسجد شہید گنج کا معاملہ ہو یا کوئی ملی و سیاسی تحریک ہو آپ اس میں شامل رہے۔ نہ صرف تکوینی اعتبار سے بلکہ عملی طور پر بھی آپ نے پاکستان بنانے میں بھرپور محنت کی۔ زمانہ طالب علمی سے ہی جب کہ آپ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے فکراً تحریک پاکستان سے وابسطہ ہو گئے تھے فاضل بریلوی کو جو سیاسی زعما ملنے آتے آپ ان کی گفتگو بڑے غور سے سنتے اور مستقبل کے حالات کو پیش نظر رکھتے آپ اکثر ان زعما کی باتیں، طرز عمل اور اعلیٰ حضرت کی سیاسی و علمی بصیرت کے واقعات بیان فرماتے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، ذہناً فطین ہونے کی وجہ سے آپ پر بڑا اعتماد رکھتے۔ ڈاک پڑھوا کر جوابی نوٹس لکھواتے جسے بعد ازاں منشی عبادت علی فتوی کی صورت میں تحریر فرماتے وطن مالوف واپس آکر خاص کر لاہور منتقلی کے بعد تو آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لینا شروع کر دیا۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں تقریر کا موقع ہو یا تنظیمی کام ہو آپ اس میں حتی المقدور شرکت فرماتے۔ جب مولانا عبدالحامد بدایونی نے پنجاب کا دورہ کیا تو آپ ان کے ساتھ مسلم لیگ کے جلسوں میں تقاریر فرماتے، انداز دھیما مگر پر اثر اور مدلل ہوتا کہ سننے والوں کو عمل پر قائل کر دیتا۔ اسی طرح دارالعلوم حزب الاحناف یا مدرسہ نعمانیہ ہو آپ دامے درمے ان مراکز کی خدمت میں تادم مرگ پیش پیش رہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے بانی اراکین میں سے تھے بلکہ پہلے سیکریٹری نشرواشاعت بھی بنائے گئے۔(۹)

علمی خدمات:

حضرت ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جس کا احاطہ اس مقالے میں کرنا ممکن نہیں اس لیے اس مقالے کو آپ کی علمی و تصنیفی خدمات تک محدود رکھا گیا ہے۔

کتاب: جمال رسول صلی اللہ علیہ وسلم
مؤلف: شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی
صفحات: ۴۰۰
ناشر: اورینٹل پبلی کیشن لاہور

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے معمور کتاب ہے جس کے بارے مؤلف لکھتے ہیں: فقیر نے یہ کتاب ایسے شخص کے لیے نہیں لکھی، جو سرور کائنات مختار شش جہات محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر، معجزات میں طعنہ زن، معین آثار سے منحرف، وقیع خصائل و جمیع کمالات سے روگرداں اور خصائص کبری و فضائل عظمی میں شک و شبہ کرنے والا ہو، اگر معترضین کے لیے ہوتی تو اس میں دفع اعتراضات پر دلائل قائم کئے جاتے جن سے ایسے لوگوں کے اقوال باطلہ واعتراضات واہیہ کا خاتمہ ہو جاتا۔ لہٰذا اس میں جو

کچھ لکھا گیا ہے اہل محبت کے لیے ہے جو حضور ﷺ کی ہر دعوت پر لبیک کہنے والے اور نبوت مختتمہ و رسالت تامہ کی تصدیق کرنے والے ہیں تا کہ ان کی محبت میں تاکید، ایمان میں مضبوطی اعمال میں زیادتی ہو۔

حضرت ابوالفیض نے مذکورہ سیرت النبی ﷺ کی کتاب میں ان عناوین پر نہایت علمی تحقیقی اور ادبی انداز میں سیر حاصل بحث کی وہ ملاحظہ ہوں ولادت آں جناب رسالت مآب ﷺ۔ میلاد نامہ منظوم[مقتبس از معارف] اجمال صفات۔ سیرت خیر الخلق۔ میثاق ازلی۔ مبشرات، ختم نبوت، سرور عالم ﷺ، بے مثل بشریت، رفعت محمدیہ ﷺ آداب دربار رسالت، عظمت مصطفی ،شب اسریٰ، حقیقت کلام، مسلہ علم غیب، پیش گوئیاں [معجزات علم غیب] مظہر اخلاق، اعلانیہ تبلیغ، ہجرت اور اس کی حقیقت، تحویل کعبہ، تاسیس شریعت، نظام احیائے ملت، مسلہ جہاد اور اسلام ،برکات غزوات اسلامیہ، حضور ﷺ کا سانحہ ارتحال اور نماز جنازہ، متروکات نبوی ﷺ، تقبیل ابہامین اور برکات اسم محمد ﷺ اور اربعین۔

تلمیذ اعلیٰ حضرت ،حضرت ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب میں بشریت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قرآن کریم کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ جس چیز کو بیان فرماتا ہے اس کی ہر عملی سٹیج کو جداگانہ نام اور حیثیت دیتا ہے تا کہ ایک ہی صفت میں جو مدارج کا فرق ہے وہ واضح ہو جائے ورنہ ہر درجہ میں ایک ہی حیثیت لازم آئیگی اور وہ فرق و مدارج میں فتور پیدا کرے گی ۔۔۔ مثلا آدم ،انسان، ناس، انس، بشر، عبد یہ سب کس کے نام ہیں اور کس کے لیے وضع کیے گئے ہیں؟ پھر کیا ہر آدم عبد ہو سکتا ہے یا ہر بشر عبد کہلا سکتا ہے۔ یا ہر انسان بشر اور ہر ناس آدم یا ہر انس بشر کہے جانے کا مستحق ہے؟ اگر نہیں اور یقینا نہیں کیوں ان انسانی درجات میں لغوی اور اصطلاحی لحاظ سے بہت فرق ہے تو بتایے عبد معراج کی بلندیوں اور بشر میں اخلاقی پستیاں کہاں پر مطابقت پائیں گی؟ آدم اول کی حیثیت ابوالبشر اور مسجود ملائکہ ہونا، ہر انس و ناس کے خطاب عبارت میں کیوں کر برابر سمجھا جاسکے گا اور کیا "حفظ مراتب نہ کنی زندیقی" مقولہ یہاں پر صادق نہ آئے گا۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ خداوند عالم بھی مومن اور نبی کریم ﷺ بھی مومن اور یہ مماثلت کا حامی بھی مومن۔ ان تینوں مومنوں میں کوئی فرق ہے یا برابر ہیں؟ اگر یہاں برابری کا دعویٰ قائم ہے تو ایمان کی فکر کیجیے۔

آپ سیرت نگاری میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سے استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

سرکار دوعالم ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور یہی کلمہ اہل دنیا کے آگے پیش فرمایا مگر دنیا اس کی قدر نہ پہچان سکی مخالفانہ آوازے کسے، تلواریں سونتیں، بھالے اور نیزے تانے، توپوں اور تیر و تفنگ سے اس کی حقیقت کا مقابلہ کرنا چاہا مگر یہ ایک کلمہ تھا جو ساری دنیا سے ٹکرایا اور اس میں زلزلہ پیدا کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل دنیا مٹ گئے مگر وہ کلمہ ابدی طور پر دنیا میں باقی رہا اور اپنی ناممکن التسخیر قوت قاہرہ سے اپنا راستہ بناتا رہا۔ جس سے اس کی سرحدی اور ان مٹ عظمت اب بھی باقی ہے۔۔۔

مٹ گئے، مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا، کبھی چرچا تیرا

جمال رسول ﷺ کتب سیرت میں نہ صرف اعلیٰ مقام کی حامل ہے بلکہ کئی تفردات اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے زیر مطالعہ کتاب کے بعد ہم یہ کہنے میں حق بہ جانب ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی صحبت سے حضرت ابولفیض سید قلندر علی سہروردی پر عظمت رسول ﷺ، اطاعت رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کا جو رنگ آپ پر چڑھا اس کا اظہار اس کتاب سے خوب نمایاں ہو رہاہے۔ اس طرح اعلیٰ حضرت اس تلمیذ کا شمار عصر حاضر کے عظیم سیرت نگاروں میں

ہوتا ہے آپ کی سیرت نگاری کا اسلوب اس قدر دل نشین اور مؤثر ہے کہ مطالعہ دوران قاری پر محبت رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ دل گزیں ہوتا چلا جاتا ہے۔

کتاب : فقر و فخری

مصنف: حضرت سید ابوالفیض قلندر علی

صفحات: ۴۱۷

ناشر: اورنٹیل پبلی کیشنز پاکستان لاہور

تلمیذ اعلیٰ حضرت، حضرت شیخ الاسلام سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ "الفقر و فخری" کے مقاصد اور اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کتاب "الفخر و فخری" جو کتاب و سنت کی روشنی میں علم تصوف کا ایک پاکیزہ سرمایہ ہے۔۔۔ امید ہے کہ اس کتاب کا خلوص سے مطالعہ معرفت الٰہی کے ہر متلاشی کے قلب و دماغ میں ایک ایسا نورانی و روحانی انقلاب پیدا کر دے گا جو طالبوں کی اجتماعی اور انفرادی، شاہانہ و فقیرانہ، عالمانہ و صوفیانہ زندگی میں اسلامی اخلاق، شرافت، خدا شناسی، حق پرستی، سنجیدگی، عملی پاکیزگی اور ضبط و نظم تخلیق کرتا ہے۔

یہ کتاب ساری کی ساری ان نام نہاد درویشوں، جاہل صوفیوں اور لنگوٹ بند ملنگوں کے لیے معرض تحریر میں لائی جارہی ہے جو امور تصوف اور درویشی کی حقیقتوں سے ناواقف ہوتے ہوئے فریب نفس میں الجھ کر ایک خود ساختہ اور مبالغہ آمیز تصوف کو شرک ڈانڈے ملا دینے والے تخیل کا حامل ہو ایجاد کر کے بیٹھ جاتے ہیں جس میں نہ حقیقی اعتدال ہوتا ہے اور نہ شرعی اعمال و اصطلاحات کے ساتھ اس کی کوئی حد ملتی ہے کہ بقول رومی یہ لوگ خود نامرد اور مردوں کے راہزن بن جاتے ہیں۔

پروفیسر علم الدین سالک لکھتے ہیں: آپ نے سیدھے سادھے مگر دل نشین انداز میں کہ تصوف کیا ہے؟ اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟ اس کا اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ صوفی کسے کہتے ہیں؟ صوفیانہ اخلاق و اعمال کیا ہیں؟ صوفیا نے اسلام کی خدمت کس کس رنگ میں کی ہے۔ اور مسلمان بحیثیت قوم تصوف اور ارباب تصوف سے کس حد تک متاثر ہوئے ہیں؟ اسلامی تصوف اور غیر اسلامی تصوف کا کیا فرق ہے؟ معترضین تصوف کی یاوہ گوئی وغیرہ وغیرہ کے موضوعات پر بحث کی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ آپ نے اپنے سارے استدلال کی عمارت قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی ﷺ پر رکھی ہے اور اپنے دامن کو ادھر ادھر کے غیر مستند اقوال سے آلودہ نہیں ہونے دیا اور نہ ہی بحث میں ذاتی جذبات کو جگہ دی ہے۔

حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ پیر کی اہلیت کا معیار کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کتاب ارشاد المرشدین میں ارشاد ہوتا ہے کہ طالب کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرشد کا اکیس صفتوں کے ساتھ متصف ہونا لازم قرار دیا گیا ہے جن کے بغیر اس کا گدی نشین ہونا حرام اور ممنوع ہے۔

(۱)۔ احکام شریعت کے علم سے کماحقہ واقفیت۔ یعنی شیخ کے لیے حدیث اور فقہ کی تحصیل نہایت ضروری ہے تاکہ اگر کسی شخص کو کوئی مسئلہ درپیش ہو، تو یہ ناسخ و منسوخ اور امر و نہی میں کلام الٰہی کی روشنی سے فیصلہ دے سکے۔

(۲)۔ اعتقاد اہل سنت والجماعت رکھتا ہو تاکہ مرید کو بدعتوں میں گرفتار نہ کردے جس سے مرید دونوں جہانوں میں مردود ہو جائے۔

(۳)۔ عاقل ہو تاکہ مریدوں کو صحیح سمجھ سے کلام اور شعور کی تعلیم دے سکے۔

(۴)۔ سخی ہو، تاکہ مریدوں کو اپنی خوراک و پوشاک وغیرہ دیگر خانگی ضرورتوں سے مکلف نہ ہو اور فارغ رکھے۔

(۵)۔ شجاع ہو، تاکہ حق گوئی میں خوف نہ رکھے اور اپنے مریدوں کو حاسدوں کے حسد سے بچائے۔

(۶)۔عفت والا ہو، کیوں کہ نیکوکار مرشد سے مرید بدظن نہیں ہوتا۔

(۷)۔بلندب ہمت ہو جو دنیا کی جرف التفات نہ کرے اگر طاقت ہو کہ مال و دولت سے نقصان کا خطرہ نہ ہو، تو بھی مال جمع نہ کرے اور مرید کے مال کی طرف طمع سے نہ دیکھے۔

(۸)۔شفقت والا ہو تا کہ مرید کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرے اور آہستہ آہستہ ہدایت کی طرف لائے۔

(۹)۔بردبار اور حلیم ہو تا کہ مرید ہدایت کے راستہ سے بھٹک نہ جائے۔

(۱۰)۔اعلیٰ اخلاق والا ہو اور قصور معاف کرنے والا ہو تا کہ ترش روئی سے مرید کنارہ کش نہ ہو۔

(۱۱)۔چشم پوش ہو تا کہ مرید سے خطا ہو تو بخش دے۔

(۱۲)۔ایثار والا ہو تا کہ مرید اور دیگر لوگوں پر ان کی ضرورتوں کے لیے اپنی ضرورت قربان کر دے۔

(۱۳)۔کریم ہو تا کہ مرید کو اپنے کرم سے ولایت تک پہنچادے۔

(۱۴)۔توکل والا ہو تا کہ مرید کے رزق میں اسے افسوس نہ ہو کہ اسے کس جگہ سے رزق حاصل ہوتا ہے۔

(۱۵)۔تسلیم والا ہو یعنی جو کچھ ملے یا کھوئے اسے مولائے کریم کی طرف سے سمجھے۔

(۱۶)۔رضا والا ہو کہ احکام الٰہی پر معترض نہ ہو۔

(۱۷)۔وقار اور دبدبہ رکھتا ہو تا کہ بے ادب مرید اور گستاخ نہ ہو جائے۔

(۱۸)۔طبیعت میں سکون ہو تا کہ کسی میں تعجیل نہ کرے۔

(۱۹)۔ثابت قدم ہو کہ ہر کار دین و دنیوی میں پھسلنے والا نہ ہو اور وہ عہد کہ خالق سے مخلوق سے کرے اس پر وفا کرے۔

(۲۰)۔ہیبت ولایت رکھتا ہو تا کہ مرید کے حال میں تصرف کرے اور کرسکنے کے قابل ثابت ہو۔

(۲۱)۔سب سے اہم شرط یہ ہے کہ اس کی اجازت مسلسل اپنے پیر سے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ تک ثابت ہو تا کہ یہ نسبت دست بدست آنحضرت ﷺ تک پہنچے مطمئن رہے کیوں کہ اگر چہ تمام مندرجہ بالا صفتوں سے متصف ہو لیکن یہ صفت نہ ہونے سے اس کا کسی سے بیعت لینا حرام اور ناجائز ہو گا۔

الفقر و فخری کے عناوین پر ایک نظر:

معذرت، پیش لفظ، انتساب، اشارہ، حمد، نعت، التجائے فقیر، الفقر و فخری، شکر نعمت، سبب تالیف کتاب، عرض حال، تمہید، معیار ولایت، انسانی قیاسات کی بے ثباتی، اقسام الناس، تصوف اور کتاب و سنت، تبلیغ اسلام اور صوفیائے کرام، صوفیائے عظام اور سیاست، اقتباسات، غیر اسلامی اور اسلامی تصوف، تصوف اور صوفی، فقرا اور فقیر، ولایت ولی، ضرورت شیخ اور ثبوت بیعت، خرقہ خلافت، روابط مصاحبین شیخ، اعمال و اشغال، تعلیم تقرب الی اللہ، مبادیات کے نتائج، اوراد و وظائف، دعائے فیضی، تصبیح ضروری، ختم شریف حضرات خواجگان سہروردیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

الغرض الفقر و فخری خانقاہوں کے لیے بہترین نصاب تصوف ہے۔

کتاب: موعظۃ المتقین

مصنف: حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات: ۲۶۸

ناشر: میاں محمد جمیل سہر دردی لاہور

فون نمبر: ۵۴۲۰۸۸۴

یہ کتاسب عقائد و معمولات اہل سنت پر ایک مستند تحقیقی کتاب ہی نہیں بلکہ ان پر اٹھنے والے اعتراضات کے جوابات بھی مدلل انداز میں دیئے گئے ہیں جس کے عناوین کچھ اس طرح ہیں: سخنان چند از صاحبزادہ شاہد رسول سہروردی، تہنیت و تشکر از میاں محمد جمیل سہروردی، مختصر احوال و آثار شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیص قلندر علی از سید

اویس سہروردی، اختلاف عقائد اور اسلامیان عالم کے مناقشات، مولوی صاحب کی مجوزہ بدعت اور اس پر ایک حقیقت کشا نظر، کفنی لکھنے کا شرعی حکم، مسئلہ اسقاط، مسئلہ دعا بعد نماز جنازہ، طلب دعا کے لئے حکم الٰہی اور اس کی تشریح، پکی قبر اور اس گنبد بنانے کا حکم شرعی، تعزیت کے لئے اہل میت کے گھر جمع ہونا، میت کے لئے خاص دنوں اور خاص اشیاء سے ایصال ثواب کرنا جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنا، مسئلہ تعظیم انبیاء علیہ السلام و بزرگان دین و اہل القبور، مسئلہ توسل جواز استعانت من اہل القبور و سمع موتیٰ، مسئلہ بزرگان دین اور ان کی قبور کے علاوہ ان کی مستعملہ چیزوں کو وسیلہ حصول برکت سمجھنا، مسئلہ میلادالنبی ﷺ، مسئلہ علم غیب رسول ﷺ، مختصر عقائد دیوبندیہ اور انتباہ۔

کتاب: سیاح لامکاں
مصنف: حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: میاں محمد جمیل سہروردی، لاہور
صفحات: ۲۴۰

معراج النبی ﷺ پر ایک ہمہ جہت کتاب ہے جس میں شرعی، سائنسی اور روحانی طور پر معراج سے بحث کی گئی ہے اور جسمانی معراج پر اٹھنے والے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے اسلوب تحریر ادیبانہ ہے ہر سطر عشق و محبت سے لبریز ہے آخر میں شمائل نبوی ﷺ پر دل نشین بحث کی گئی ہے۔

سیاح لامکاں کے عناوین کچھ اس طرح ہیں: جنون تحقیق، سائنس اور معجزہ، معجزہ اور اس کی حقیقت، معجزات سید انس و جان، ترجمہ آیت معراج شریف، لیلۃ الاسراء میں مقام روانگی اور انتخاب سواری، تاریخ کعبہ مکرمہ، شاہ سوار عرب مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، تاریخ بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ، عروج الی السماء یا سیر افلاک، لقائے حبیب، لیلۃ المعراج کے انعامات اور حقیقت صلوۃ، سیر جنت، معائنہ جہنم، آنحضرت ﷺ کے والدین کا ناجی ہونا، مسئلہ معراج اور معترضین، حکایات نادرہ اور نور مجسم ﷺ کا بے مثل فی الصفات ہونا۔

کتاب: صحیفہ غوثیہ (شرح نظم و نثر) قصیدۂ غوثیہ
شارح: شیخ الاسلام حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی
ناشر: گلوبل اسلامک مشن، انک (نیویارک، یو ایس اے)
صفحات: ۱۹۲

حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی قصیدۂ غوثیہ کی مقصدیت اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقیر کہتا ہے کہ قصیدۂ غوثیہ شریف بھی اسی مقام قرب کی ایک، خود دار و سکر یافتہ آواز ہے جس کو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے باطنی حال کی اجمالی تفسیر سمجھنا چاہیے، جس میں عالم جذبات کی نیرنگیاں اور نشاۃ ملکیہ کی رنگ آفرینیاں ایک ایسی شان ادائی و دلربائی کا متحرک منثر و محسوس پیکر پیش کرتی ہین جس کا اول نظارہ عقل و فکر کی نگاہ کو خیرہ اور فہم و ادراک انسانی کی نثر کو تیرہ کر دیتا ہے۔ پھر اگر کوئی شخص حقیقت و معرفت کی عینک لگا کر اس کی تابش کمال و درخشندگی جمال کا نثارہ کرے تو اس کی آنکھ کرئہ انوار بن جاتی ہے اور آفتاب حقیقت کے مقابل کر دیتی ہے۔ مشاہدۂ یکتائی کا پیکر عالم مثال کی بے مثالی کا مجسمہ پیش کرتا ہے۔ عالم سفلی و جہاں مادی کا ذرئہ خاک سیارگاں اجرام علوی پر چشم نمائی کرتا ہے اور تجلیات، فرش ظلمات کی طرف جھکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

قصیدے کے اس شعر کی شرح کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے شعر سے استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں ملاحظہ ہو:

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی
ووقتی قبل قبلی قد صفالی

اسی مضمون کا ایک شعر مجدد وقت مولانا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا، فرماتے ہیں، شعر

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اسی طرح قصیدے کے اس شعر کی وضاحت کرتے ہوئے بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شعر رقم کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں:

عبد القادر المشهور اسمی

وجدی صاحب العین الکمال

"یہاں پر قصیدہ کو نبی ﷺ یعنی اپنے جد پاک کے تذکرہ پر ختم کرنے میں بعض رموز ہیں، ایک تو یہ کہ قصیدہ شریف کے شروع میں، ساقی، کہ کر اس سے مراد ذات نبی کریم ﷺ رکھ کر شروع کیا تھا اور آخر پر بھی حضور ﷺ ہی کے پاک تذکرہ پر ختم کیا گیا، دوئم یہ کہ جس محبت کی شراب کا ذکر فرمایا گیا ہے اس کے قاسم (تقسیم فرمانے والے) حسب ارشاد حدیث پاک ۔۔۔ انما انا قاسم المعطی ھوا اللہ۔ یعنی دیتا سب کو اللہ تعالیٰ ہے، مگر تقسیم میں کرتا ہوں ۔۔۔ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ ہی ہیں، تو جس سے یہ انعام پایا اسی کا گیت گایا، شعر

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا

ساتھ ہی منشی قلم رحمت کا قلمدان گیا

کتاب: جمال الٰہی

مصنف: شیخ الاسلام حضرت ابوالفیص سید قلندر علی سہروردی

صفحات: ۱۹۱

ناشر: گلوبل اسلامک مشن، انک (نیو یارک، یو ایس اے)

جمال الٰہی، معرفت الٰہی اور عقیدہ توحید پر ایک جامع کتاب ہے جس میں تصور اللہ کے ارتقاء اور مختلف مذاہب میں تصور اللہ کے تقابلی جائزے سے بحث کی گئی ہے اور منکرین خدا کا علمی انداز میں محاسبہ کیا گیا ہے زیر تعارف کتاب عناوین یہ ہیں: مذہب اور روح کے ابتدائی تصورات، ایمان کی حقیقت ایمان باللہ، مسلک اہل سنت، منکرین خدا، حقیقت عبادت، استعانت، عبد معبود کے تعلقات، تصور الٰہی کا تدریجی ارتقاء، خدا کا تصور اور غیر مذاہب، توحید، موحد اور مسئلہ وحدت الوجود، تحقیق مقام، ذات و صفات باری تعالیٰ، عقیدہ توحید ہستی باری تعالیٰ پر استدلال، ممانعت شرک، خدائی نشانات، دیدار الٰہی، کرسی کی حقیقت، مسئلہ کشف ساق، استوٰی علی العرش، خیر و شر، جبر و قدر، حشر نشر علامات و تفصیلات قیامت، ظہور مہدی، یاجوج ماجوج نزول مسیح، خروج دجال، دبتہ الارض، آفتاب کا مغرب سے نکلنا، آگ جو لوگوں کو گھیر لے گی، نفخ صور، حساب و کتاب، میزان حوض کوثر، پل صراط اور جنت و دوزخ۔

تاب: دختر ملت

مئولف: شیخ الاسلام حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی

صفحات: ۶۳

ناشر: گلوبل اسلامک مشن، انک (نیو یارک، یو ایس اے)

حضرت ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ اسلام میں عورتوں کے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسلام عورتوں کے حق میں ایک پیغام رحمت ہے۔ جس نے عربوں نے عربوں کی زندہ در گور لڑکیوں کو زندگی بخشی، جس نے یہودیوں کی ٹھکرائی ہوئی خواتین کو اپنی آغوش محبت میں جگہ دی، جس نے مجوسی کے عذاب سے نجات دلائی، جس نے عیسائی کی وحشت کاریوں سے اس کو پناہ میں لیا، جس نے ہندئوں کی مظلوم اور منو شاستر کی دھتکاری ہوئی عورت کو عزت بخشی اور ستی کی ظالمانہ رسم سے بچا کر آگ میں کودنے سے روکتے ہوئے وراثت کا حق دار بنا دیا۔

کتاب کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی لکھتے ہیں: مصنف محترم مجدد سلسلہ سہروردیہ، شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ طریقت، رہبر شریعت حجرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ جنہوں

نے نہایت محققانہ، حکیمانہ، شفیقانہ اور ناصحانہ انداز میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دختران ملت کے حقوق و فرائض اور دین اسلام میں ان کا مقام و کردار قلمبند فرمایا ہے اور چند صفحات میں دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے، یہ ایسے ہی بزرگوں کا حصہ ہے جن کو علم ظاہر و باطن سے وافر حصہ عطا ہوا ہو، جو شریعت کے علم بردار، طریقت کے شاہسوار، حقیقت کے زار دار، سنت بنوی ﷺ کے پاسدار، امت مصطفٰی ﷺ کے وفادار، حق گوئی میں گرج دار، اور قلندری سے مال دار ہوں آپ کی یہ تحریر اپنی ہر تصنیف کی طرح حق گوئی و بے باکی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر نسرین اسلم شاہ(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائینسز کراچی یونیورسٹی) لکھتی ہیں: زیر نظر تصنیف مغربی نقطۂ نظر کے جواب میں اسلامی احکامات کی وضاحت کرتے ہوئے اسلامی اقدار اور معاشرے کی خوبصورتی کو بیان کرتی ہے اور اس تصنیف میں اسلام میں عورت کے مقام اور اہمیت کا احاطہ کیا گیا ہے تاکہ قارئیں اسلام کی اصل روح کو سمجھ سکیں، خاص طور پر عورتیں اور لڑکیاں اپنی حیثیت کو پہچانیں تاکہ کائی بھی ان کے حقوق پامال نہ کر سکے اور اس کے ساتھ ساتھ مغربی نقطۂ نظر کی بھی نفی ہو سکے۔

زیر مطالعہ کتاب کو حضرت ابو الفیض، اعلیٰ حضرت کے فتویٰ مزین کرتے دکھائی دیتے ہیں ملاحظہ ہو: ہاں علمائے اسلام شادی کی رسومات سے ایک ،رسم سہرا، جو صرف پھولوں کا ہو، اس میں کانچ کی نلکیاں اور پنیاں وغیرہ نہ ہوں، کو جائز فرماتے ہیں۔ چناچہ اس کے متعلق ایک فتویٰ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ہے جس کو مولانا احمد رضا خان نے طبع کرایا ہے عوام کے فائدے کے لئے بالاختصار یہاں نقل کر دینا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چناچہ آپ فرماتے ہیں ہیں:

پھولوں کا سہرا رسوم دنیویہ سے ہے جن کی ممانعت شرع مطہرہ سے ثابت نہیں اور نہ ہی شرع میں اس کے کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے یہ مثل اور تمام عادات و رسومات مباحہ کے مباح رہے گا شرع شریف کا قاعدۂ کلیہ ہے کی جس چیز کو خدا اور رسول ﷺ اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جسے برا فرمائیں وہ بری ہے اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اس کی خوبی نکلے نہ برائی وہ اباحت اصلیہ، پر رہتی ہے کہ اس کے فعل و ترک میں نہ ثواب ہے نہ عتاب۔

دختر ملت، کے عناویں ملاحظہ ہوں: عرض ناشر، پیش لفظ، اسلام پر اسلام سے ناواقف عورت کے اعتراضات، تواریخ کی روشنی میں تاریخ عرب، تاریخ یہود، تاریخ مجوس تاریخ ہنود، تاریخ عیسائیت، عورت کی عزت و مرتبت، نسوانیت کا لحاظ اور مرد و عورت میں تقسیم کا عمل، عورت کے مدارج، لڑکی حیثیت میں، بحیثیت ماں کے، بحیثیت بیوی کے، حدیث حجاب، پردہ کی ابتدا کب ہوئی، صحابیات کا پردہ، جنگ میں پردہ کا اہتمام، اسلام میں شادی کی سادگی اور اس پر رسمیات کا رنگ، پھولوں کا سہرا، اسراف و تبذیر، برات، نکاح اور اس کے شرائط، نکاح کی تعریف، خیار بلوغ، نسبت یا منگنی، مہر، رسم جہیز، ارتداد احد الزوجین(میاں بیوی میں سے ایک کا مرتد ہو جانا)اور خاتون اسلام سے خطاب۔

ان کے علاوہ آپ کی یہ تصانیف اور رسائل ہیں:

دعوت الحنفیہ: اس رسالے میں شیعہ عقائد کی اصلاح کی گئی ہے۔

رسالہ علم غیب: اس رسالے میں حضور ﷺ کے علم غیب سے متعلق تحقیق کی گئی ہے۔

پردہ نسواں: اس رسالے میں پردے کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی گئی ہے اور اسی کے ساتھ بے پردگی کے نقصانات کے کی وضاحت کی گئی ہے اور حجاب کے مخالفین کو قوی دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کی

گئی ہے۔

زکوٰۃ کا اسلامی نظام: قرآن اور حدیث کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت، نصاب زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ پر تحقیق کی گئی ہے۔

شعبان المبارک: یہ رسالہ شعبان المبارک کی فضیلت و اہمیت پر مشتمل ہے۔

رمضان المبارک: اس رسالے میں روزے کی فضیلت، احترام رمضان، لیلۃ القدر اور عید الفطر سے متعلق بیان ہے۔

اسلامی عورت: اس رسالے میں مسلم خواتین کے حقوق، ان کا احترام، شادی بیاہ وغیرہ سے متعلق شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں۔

لباس التقویٰ: اس رسالے میں داڑھی سے متعلق احکام بیان کئے گئے ہیں۔

میلاد الرسول ﷺ: اس رسالے میں میلاد النبی ﷺ مبشرات اور زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

صوت ہادی: اس رسالے میں دعوت حق کی تبلیغ پر عمدہ بحث کی گئی ہے۔

مسئلہ میراث: مولانا عبید اللہ کے معاشی نظریات کے تعاقب میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔

تعارف سہروردیہ: اس میں حضرت غلام محمد سہروردی حیات گڑھی کی مختصر سوانح حیات، شجرہ عالیہ سہروردیہ، دعائے مناجات، اسماء الحسنیٰ اور دعائے مغنی معہ منظوم ہے۔

تذکرہ سہروردیہ: اس میں صوفیہ کرام کی خدمات سے متعلق بحث کی گئی ہے چند نعتیں اور نظمیں بھی ہیں۔

انوار سہروردیہ: اس میں روحانی انسان، معرفت نفس، تصوف کی وجہ تسمیہ، فیوض ربانی کے حصول کے وسائل پر بحث کی گئی ہے۔

غیر مطبوعہ رسائل:

نور مستور: یہ کتاب خواتین اولیات کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

کتاب الصلوٰۃ: نماز سے متعلق مسائل پر مبنی رسالہ ہے۔

حروف مقطعات: اس رسالے میں حروف مقطعات پر تحقیق کی گئی ہے۔

صلوٰۃ الجمعہ: نماز جمعہ کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی قسموں کی وضاحت:

پنجابی زبان میں لکھے گئے رسائل:

گنج شہیداں: یہ کتاب شہادت کے واقعات سے متعلق ہے جس میں حضور ﷺ کے وصال، حضرت فاطمۃ الزہرہ، خلفائے راشدین، حضرت حسنین رضی اللہ عنہم اور ۷۲ شہدائے کربلا کے حالات و واقعات درج ہیں مگر یہ کتاب نایاب ہے۔

قمیض یوسفی: ہیر وارث شاہ کے وزن پر پنجابی زبان میں حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت بی بی زلیخا کا یہ منظوم قصہ ہے۔ مگر غیر مطبوعہ ہے

حلیۃ النبی منظوم: یہ کتاب پنجابی اشعار پر مشتمل ہے۔

تلمیذ اعلیٰ حضرت، حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم امہ کو درپیش مختلف مسائل پر رہنمائی فریضہ سرانجام دیا۔ اس لیے آپ کی نگارشات میں تخصص کی بجائے تنوع کا پہلو نمایاں ہے جیسے ایمانیات، سیرت النبی ﷺ تاریخ، تصوف، ادب، فقہ، نسائیات، عمرانیات، معاشیات اور علم الکلام۔ مگر طرہ امتیاز روحانیات اور سلسلہء سہروردیہ کا فروغ ہے۔ آپ قاری کی ذہنی سطح کو مدنظر رکھ کر پیغام کی ترسیل کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ اس لیے آپ علمی اصطلاحات کی بجائے عام فہم اور سادہ طرز اسلوب اختیار کرتے دکھائی دیتے ہیں اہل سنت کے مخالف مکتبہ فکر کی اصلاح کے لیے آپ مناظرانہ منہج کی بجائے داعیانہ طریق استعمال کرتے

ہیں۔ابوالفیض شناسی کے ساتھ ساتھ اس امر کی شدید ضرورت ہے عصر حاضر کے زندہ مسائل کے حل کے لیے آپ کے افکار کی روشنی میں ایک مربوط اور منظم لائحہ عمل تشکیل دیا جائے تاکہ مسلم امہ کو مشکلات و صدمات سے نجات دلائی جا سکے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ کسی یونیورسٹی میں اعلیٰ حضرت کے اس عظیم شاگرد پر پی ایچ ڈی کی جائے جس کے امکانات نہایت روشن ہیں۔

حوالہ جات:

(۱)۔ الفقر فخری، مشمولہ: مختصر احوال و آثار شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی، از سید اویس علی سہروردی ص ۴۱۳۔

(۲)۔ تذکرہ و ملفوظات ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی از خاور سہروردی ص ۴۰۔

(۳)۔ مئوعظۃ المتقین، مشمولہ : مختصر احوال و آثار، شیخ الاسلام سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی از سید اویس سہروردی۔

(۴)۔ تذکرہ و ملفوظات ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی از خاور سہروردی ص ۳۸۔

(۵)۔ محولہ سابقہ ص ۳۶۔

(۶)۔ محولہ سابقہ ص ۳۷۔

(۷)۔ محولہ سابقہ، ص ۴۲۵۔

(۸)۔ الفقر فخری، از حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی، ص ۳۱۴۔

(۹)۔ جمال رسول ﷺ، ص ۳۹۱۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱)۔ تذکرہ و ملفوظات، حضرت سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی از احسان الحق خاور سہروردی

(۲)۔ اجتماع ضدین فی شان قلندر: محمد یوسف سہروردی۔

(۳)۔ تذکرہ شیخ والمخدوم از سید اویس سہروردی۔

(۴)۔ کشف الصدور فی معدن الملفوظ از سید اویس علی سہروردی۔

(۵)۔ تذکرہ علمائے اہل سنت والجماعت از پیر زادہ اقبال احمد فاروقی۔

(۶)۔ تذکرہ علمائے اہل سنت از سفیر اختر راہی۔

(۷)۔ تذکرہ اکابر علمائے اہل سنت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری۔

(۸)۔ تجلیات اعلیٰ حضرت از مولانا محمد شاہد القادری (انڈیا)۔

(۹)۔ تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ از محمد نعیم طاہر سہروردی۔